رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

قادیان دارالامان

مہتمم شیخ یعقوب علی تراب احمدی

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۵ر
خواص اور والیان ریاست [illegible]

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۱ | ۱۰ر جنوری ۱۹۰۲ء مطابق ۱۹ر رمضان ۱۳۱۹ھ المقدس یوم جمعہ | جلد ۶

چند ابتدائی اور ضروری باتیں

ناظرین الحکم کو سال نو مبارک ہو

ایک ضروری اور اشد ضروری مضمون کی وجہ سے الحکم کا یہ اشتو کا ئل طور پر اس صفحہ کو پر کرتے ہوئے شائع نہیں کیا جاتا جو اس حال کے لئے خاکسار ایڈیٹر نے زیر نظر رکھی ہے اور جس کا بہت بڑا نمونہ اگلی اشاعت میں ناظرین ملاحظہ کریں گے (انشاء اللہ العزیز)

۱۹۰۱ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کل

کارروائیوں پر جو ریویو الحکم نے لکھنا چاہا ہے۔ اس کا سلسلہ بھی اگلی اشاعت سے بفضلہ تعالےٰ شروع کیا جاوے گا ؂

جن بزرگوں نے ۱۹۰۲ء کی قیمت پیشگی عطا فرمائی اور منیجر کے بھیجے ہوئے وی پی یک وصول کر لئے ہیں۔ منیجر ان کا ممنون و مشکور ہے

مختصر نوٹ اور نکات

تقوےٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے ؂

تقوےٰ ہر مشکل میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے۔ اور ہر ایک فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ؂

خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ مگر ان قدرتوں اور طاقتوں کے عجائبات ان لوگوں پر کھلتے ہیں۔ جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اس کے رحم و فضل کے خوارق کا مشاہدہ صرف وہی کرتے ہیں۔ جو اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کر کے اس کے آستانہ ربوبیت پر گرتے ہیں۔ اور اس قطرہ کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت۔ صدق اخلاص کی سوزش سے پگھل کر اسکی طرف بہنے لگتے ہیں۔ کیا تم کوشش نہ کرو گے۔ کہ اس کی قدرتوں کا مشاہدہ کرو! کیا تمہارے دل میں یہ تڑپ نہ ہو گی کہ اس کے خوارق کو دیکھو!

اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے۔ جو الحمد للہ میں بیان ہوا ہے۔ اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے۔ جس کو زمین و آسمان پیش کرتے ہیں۔ اسلام اس خدا کی طرف رہبری کرتا ہے۔ جس کی کوئی ابتدا اور انتہا نہیں۔ اسلام اس خدا کا پتہ دیتا ہے۔ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا۔ اور جسے موت نے ذبح نہیں پایا۔ اسلام نے وہ خدا بتایا ہے۔ جس کا کوئی بیٹا نہیں۔ جس کے مرنے سے اسے رنج ہو۔ غرض تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ حی و قیوم ہستی ہے وہ قادر مطلق خدا اسلام کا ہے

کامل کتاب جو اپنی پاک تعلیم سے اور نبی اپنی قوت قدسی کی تحقیق سے درجہ بدرجہ انسان کی ہر ناپاکی کو دور کرتا ہے اور ہر خطرہ سے بچاتا ہے ناپاکی کا پہلا درجہ جو حیوانی ناپاکی ہے۔ انسان کو وحشیانہ حالت میں ڈال کر خطرناک اور مہلک امراض کا نشانہ بناتا ہے۔ اس لئے وہ طہارت اور جسمانی پاکیزگی کے اصولوں کو اول لیتا ہے پھر انکے مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے اس کی وحشت کو کم کرنے کیلئے

وفاداری کی ہدایت کرنا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور سلطان ٹرکی کی سلطنت کو گورنمنٹ برطانیہ پر ترجیح نہ دینا بُرا معلوم ہوتا ہے تو ہمیں اسکی ذرا بھی پروا نہیں ہم اپنے مذہب اور ایمان کو کسی خود غرض کی خاطر چھوڑ نہیں سکتے۔ ان وجوہات پر کبھی بھی اس احسان کو بھول نہیں سکتے جو گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر ہیں۔ اور ہمارے جان و مال اور عزتیں اس کے سایہ میں خدا کے فضل سے محفوظ ہیں۔

پھر پیسہ اخبار حضرت اقدس کے اس فقرہ پر کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمتگذاری کی نسبت ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد وغیرہ میں شائع کیں لکھتا ہے کہ کاش تم **خدا کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے جہاد کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے**

یہ فقرہ بھی خاص غور کے قابل ہے جس کی پیچیدگی میں اصل مطلب کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کا جہاد کی مخالفت اور گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کی تعلیم دینا پیسہ اخبار کے نزدیک خدا کی اطاعت کی نیت نہیں ہے اور پیسہ اخبار گویا اس صورت میں اسکو **خلاف خدا** سمجھتا ہے اگر اس کے یہ معنی نہیں تھے تو پھر پیسہ اخبار کو ایسی تحریر کی ضرورت ہی کیا تھی۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ ایسے اہم معاملہ کو یونہی بلا کافی غور نہ چھوڑ دے ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ اس قسم کے فقرات ہمارے مخالفوں کی مخالفت کی وجہ کو صاف ظاہر کیے دیتے ہیں۔ کہ ان کی وفاداری میں خلوص کس کے ساتھ ہے؟ اور کون محض نفاق اور بناوٹ سے ایک بات کرتا ہے۔ اس امر کے اظہار میں ہم کسی کی پروا نہیں کر سکتے۔ ہم تو نفاق کو ایک مردار سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور جو شخص بجائے خود پچیس سال سے برابر گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دیتا چلا آتا ہے اور کوئی تحریر کوئی تقریر اسکی ایسی نہیں

کہ اُس میں یہ ذکر نہ ہو اور جو خاندان پچاس برس سے گورنمنٹ کا عملی خیر خواہ چلا آتا ہے جب کہ پیسہ اخبار ابھی پشت والد ہی میں ہوگا۔ پھر جس نے ہزارہا روپیہ کے صرف سے عربی فارسی اور اردو میں ایسی کتابیں شائع کیں جنمیں گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کو **مذہبی فرض** قرار دیا پھر جسنے اپنی جماعت میں داخل ہونے والے کے لیے لازم رکھدیا کہ گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ اور پکا وفادار ہو اور جس نے کبھی کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا ہو کہ وہ ان باتوں کو عام لوگوں کے ذہن نشین کرے۔ چنانچہ طاعون کی تدابیر پر جب عام نارضامندی کا اظہار ہو رہا تھا اور ملک کے مختلف حصوں سے خطرناک اور خوفناک خبریں آتی تھیں مرزا صاحب نے ایک معقول رقم خرچ کر کے قادیان میں ایک جلسہ کیا اور لوگوں کے دل سے وہ غلط خیالات دور کیے جو گورنمنٹ کی نسبت بعض شریروں نے پھیلا رکھے تھے اور پھر اس جلسہ کی تقریروں کو عام طور پر شائع کیا۔ چنانچہ اس جلسہ کا ذکر لاہور کے روزانہ انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ر جون ۱۸۹۸ء میں بھی مع اعترافی نوٹ کے شائع کیا گیا تھا اور خود گورنمنٹ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر ۱۲۱۳ میں مورخہ ۱۱ر جون ۱۸۹۸ء اپنا شکریہ ادا کیا اور اس مدد کا اعتراف کیا ہم اس چٹھی اور نوٹ کو آخر میں بطور فٹ نوٹ درج کر دیتے ہیں کیا ایک دانشمند دل غور نہیں کر سکتا اور کیا خود گورنمنٹ کے لیے یہ سوال قابل لحاظ نہیں ہو سکتا کہ کیا نفاق کا سلسلہ اسقدر دراز ہو سکتا ہے؟ خصوصاً **وہ شخص جو ایسا دعویٰ کرتا ہو کہ جہاد اور لڑائیوں کو اُٹھا دینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا نشان مقرر کیا ہے**۔ یعنی جبکہ اس کے سچا ہونے کا یہ نشان ہے کہ وہ یضع الحرب کر کے دکھائے گا اور اس سے وہ شناخت کیا جائے گا تو اب کیا ایک دانشمند خدا ترس دل سے کہ نہیں سوچ سکتا کہ جو خلوص کے ساتھ یضع الحرب نہیں کرتا۔ وہ اپنے دعویٰ میں صادق کیونکر ٹھہر سکتا ہے؟ مرزا صاحب کی صداقت دعویٰ کا معیار ہی یہی ہے کہ وہ **جہاد** کے غلط خیالات کو جو جاہل ملاؤں نے پھیلا رکھے ہیں اور جنکے سرحدی شاگردوں نے خطرناک نمونے دکھلائے ہیں عام مسلمانوں کے دل سے دور کریں۔ یہ **سوال** گورنمنٹ کی خدمات کے صدق دل سے ادا کرنے کے مسئلہ کو حل کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور انکی صداقت کا نشان یہ بتایا گیا ہے کہ وہ لڑائیاں اٹھا دیگا اب اگر مرزا صاحب لڑائیاں کرنے ہی کی تعلیم بھی دیں اور مسیح موعود کا دعویٰ بھی کریں تو کون دانشمند ہوگا جو ان کو قبول کرے گا پس اگر وہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ بھی کریں اور اپنی شرائط بیعت میں بھی گورنمنٹ کی اطاعت اور خیر خواہی کو رکھدیں اور یضع الحرب کے لیے بیسیوں کتابیں جہاد کی مخالفت میں شائع کریں اور گورنمنٹ کے مستحکم وفادار خاندان کی یادگار ہوں تو پھر **پیسہ اخبار** کی یہ حرکت ضرور قابل لحاظ ہے کہ وہ ایسے وفادار کی خدمات کو گورنمنٹ کی نگاہ میں زبان حال سے غیر خالص قرار دیکر **گورنمنٹ** کو بدنام کرے

ہم اس **سوال** کو بار بار پیش کرینگے کہ یہ حق پیسہ اخبار کو دیا کس نے کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک مسلم وفادار خاندان کے سب سے بڑے ممبر کی خدمات کو غیر خالص قرار دے۔ کیا گورنمنٹ نادان ہے جو اس فقرہ کے اثر کو سمجھ نہیں سکتی؟ کیا اسکا اثر تمام وفادار رعایا اور جان نثار خاندانوں پر یہ نہیں پڑ سکتا کہ وہ گورنمنٹ کیطرف سے مایوس ہوکر اور ان کے حوصلے پست ہوں؟ ضرور پڑ سکتا ہے۔ اسلیے ہمارے نزدیک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس غلط خیال کی صاف تردید کرے کہ گورنمنٹ کبھی ایسا خیال نہیں کر سکتی۔ اگرچہ اس **نفاق** کو جو پیسہ اخبار گورنمنٹ

کی طرف منسوب کرتا ہے ہم ہرگز منسوب نہیں کرتے اور ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ اندھی نہیں گورنمنٹ ان خدمات کو جو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا صاحب نے سنہ ۵۷ء میں کی تھیں یا مرزا غلام قادر صاحب مرحوم برادر حقیقی مرزا صاحب نے ترسوں کے گھاٹ پر دکھائی تھیں یا جو حضرت اقدس پچیس سال سے کر رہے ہیں کبھی کبھی اکھو بھول نہیں سکتی تاہم اس غلط خیال کی اصلاح ضروری ہے ہماری رائے میں، اس مسئلہ کے تصفیہ کے لیے کہ آیا خالص خدمات کس کی ہیں یہ امور تنقیح طلب ہیں

اول کیا مرزا صاحب موصوف کا خاندان گورنمنٹ کا وفادار رہا ہے اور گورنمنٹ نے ان خدمات کو تسلیم کیا ہے؟

دوم جبکہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا نشان یضع الحرب رکھا گیا ہے تو مدعی مسیح موعود یضع الحرب کو خلاف جہاد کی تعلیم دیکر اپنے دعویٰ میں راستباز ہو سکتا ہے؟ اور کوئی شخص ایسے آدمی کا مرید ہو سکتا ہے جو اپنی شرائط بیعت میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری کو لازمی شرط رکھے اور پھر خلاف کرے

سوم اگر مرزا صاحب یضع الحرب کی تعلیم نہ دیتے تو یہ مولوی مخالفت کر سکتے تھے اور قتل کے فتوے دے سکتے تھے۔

چہارم مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

ان امور چہارگانہ پر جب غور کیا جاوے گا تو یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاوے گا

امر اول کی نسبت ہمیں کسی طویل بحث کی ضرورت نہیں گورنمنٹ کے کاغذات اب تک موجود ہیں اور گورنمنٹ کی چٹھیات کو آپ کا دشمن محمد حسین بٹالوی بھی شائع کر چکا ہے۔ اور اب بھی باوجود اسقدر مخالفت کے کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس خاندان نے گورنمنٹ کی خدمات نہیں کیں اس **خاندان کا کرسی نشین** ہونا ان خدمات کی تسلیم و اعتراف کا نشان ابتک موجود ہے

امر دوم کی نسبت سلیم الفطرت کو ماننا پڑے گا کہ کبھی بھی ایسا شخص جو اپنے دعوے کے خلاف شان تعلیم دے وہ صادق نہیں ہو سکتا پس مرزا صاحب اگر صدق دل سے اور اپنا ایمان سمجھ کر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت کی تعلیم نہ دیتے بلکہ بظاہر یہ کہتے اور مخفی طور پر یہ کہتے کہ نہیں یونہی بات ہے اصل یہ ہے کہ جہاد کرنا چاہیے۔ تو شاید **پیسہ اخبار** یا اس کے دوسرے ہم مشرب مولوی جنکے شاگرد سرحدی کے جنگوں میں کبھی پائے جاتے ہیں سب سے پہلے ماننے والے ہوتے۔ اور ایک بھی مخالفت کرنے والا نہ ہوتا اور یہ بھی بات ہے کہ محض اسی تعلیم کی وجہ سے مخالفت کا زور ہے کیونکہ مرزا صاحب نے ناعاقبت اندیش ملانوں کے وہمی اور خیالی اور خونی مہدی جنگی لڑائیوں سے لوٹ کے مال و منال پر دانت لگائے بیٹھے تھے مایوس کر دیا ہے اور ان کے ہمخیال کو دلوں سے دور کر دینے میں خاص کام کیا ہے ورنہ یہ لوگ جو محض خدا کیلئے اس کے ساتھ ہیں انکی اس قسم کی تعلیم دیکھکر ایک سکنڈ بھی ان کے ساتھ رہ سکتے وہ کون ایماندار پیر ہوگا جو پہلے کہے کہ یضع الحرب میری صداقت کا نشان ہے مجھے قبول کرو۔ اور پھر یہ تعلیم دے کہ نہیں لڑائی کرنی چاہیے۔ اور پھر وہ کون غیور مرید ہوگا جو اسکو قبول کرلے مگر یہ اسقدر کثیر تعداد جو مرزا صاحب کے ساتھ ہوگئی ہے جن میں عالم فاضل گورنمنٹ کے معزز عہدہ دار۔ رئیس۔ تاجر ہر قسم کے لوگ ہیں کیا ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

امر سوم کے متعلق ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ مولوی جو مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دیتے ہیں اور پیسہ اخبار اور اسکی ہم خیال مسلمان کہلانے والے کبھی بھی مرزا صاحب کی مخالفت نہ کرتے اگر وہ خونی مہدی اور مسیح کے خیالات کی نفی کرکے جہاد کی ممانعت کا حکم نہ دیتے۔ کیونکہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے مسیح اور مہدی کی نسبت یہی عقیدہ ہے اور یہ لوگ کبھی بھی جہاد کو اب حرام نہیں سمجھتے اور اگر زبانی کہیں بھی تو یہ ان کا نرا دعوے ہوگا جس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکتے ورنہ ان سے فتوے لیا جاوے کہ وہ مہدی کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں کہ کیا وہ آکر لڑائیاں کرے گا۔ اور غیر مذہب والوں سے جہاد کرے گا؟ اگر ان کا یہ عقیدہ ثابت ہو جائے۔ تو گورنمنٹ خود نتیجہ نکال لیگی۔ کہ ہمارے مخالف یہ مسلمان ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی ہم پر الزام لگانے میں کہانتک حق پر ہیں۔ اور ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر جہاد کی ممانعت اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور اطاعت ان کا دلی منشا اور ایمان ہے۔ تو پھر یہ مرزا صاحب کی اس تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں کیوں کثرت کے ساتھ اسی شایع نہیں کرتے اور دوسری باتوں کو جانے دیں۔ اسی ایک مسئلہ میں تو ان کے ساتھ ہو کر کثرت کے ساتھ اشاعت کریں۔ اور ہم دکھائیں گے۔ کہ یہ ساتھ نہیں دینگے اور انہوں نے نہیں دیا۔

امر چہارم کے متعلق ہم اسقدر بیان کرنا کافی سمجھتے ہیں کہ اول چونکہ مرزا صاحب جہاد کے خلاف تعلیم دیتے ہیں۔ اور مخالفین کا ایمان ہے کہ غیر مذہب والوں سے لڑائی کرنی جائز ہے

دوم مرزا صاحب سلطان ٹرکی کو خلیفۃ المسلمین قرار نہیں دیتے اور گورنمنٹ انگلشیہ کو اس سے بڑھکر ماننے کی تعلیم دیتے ہیں چنانچہ حسین کامی کے وقت جب ایک اشتہار اس مضمون کا شایع کیا گیا تو پنجاب کے بعض اخباروں نے بڑی مخالفت کی اور مسلمانوں کو بھڑکایا حالانکہ سید احمد خان جیسے آدمیوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اس معاملہ میں مرزا صاحب ہی کی رائے کی پیروی کرنی چاہیے۔

غرض یہ امور ہیں جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور ہم گورنمنٹ کی توجہ آخر میں پھر اس امر کی طرف دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ پر بہت جلد نوٹس لے اور ان خیالات کی جو پیسہ اخبار نے گورنمنٹ کیطرف منسوب کرکے اس کی زبان حال سے لکھکر پھیلائے ہیں اور جن کا بہت برا اثر پڑ سکتا ہے تردید کرے۔ ختم کرنے سے پہلے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے زمانہ سے کہ اب تک اس مضمون پر

کہ گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم دیکر اور جہاد کے خیالات کو دل سے مٹانے کی کسقدر کوشش کی ہے۔ سردست ہم تھوڑا سا حصہ ان مضامین میں سے لے کر کے ایک فہرست ان کتابون اور رسالوں کی دیتے ہین۔ جن مین یہہ مضمون بیان کیا گیا ہے اور آئندہ نمبرون مین اس مضمون پر مسلسل اور مفصل آرٹیکل لکھکر اس کو بھی اور واضح کر دین گے براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے ابتدا مین جو ۱۸۸۲ء مین طبع ہوئی تھی ایک زبردست مضمون بعنوان اسلامی انجمنون کی خدمت مین ضروری التماس کی ذیل مین مسئلہ جہاد کے متعلق بیان فرماتے ہین۔

"جس حالت مین شریعت اسلام کا یہہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانون کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور ایسی عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہون۔ اور جسکی عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہون اور جس کی **مبارک سلطنت** حقیقت مین **نیکی اور ہدایت** پھیلانے کے لئے کامل مددگار ہو **قطعی حرام ہے** تو پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ علما اسلام جو جمہوری اتفاق سے اسی مسئلہ کو اچھی طرح شایع نہ کرکے ناواقف لوگون کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے ہین اور جن اعتراضون سے انکے دین کی سستی پائی جاتی ہے اور ان کی دنیا کو ناحق کا ضرر پہونچے گا۔"

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنی تجویز پیش کی ہے کہ ہندوستان کے کل علما اور مجتہدین مل کر ایک ایسی کتاب طیار کرین جس سے نہ صرف مخالفون ہی کا منہہ بند ہوگا۔ بلکہ بعض ناواقف اور جاہل مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصول سے بخوبی مطلع ہو جاوینگے اور گورنمنٹ انگریزی پر بھی مسلمانون کی صاف باطنی کھل جائیگی اور بعض کوہستانی جہلا کے خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ اور نصیحت کی ہوتی رہے گی۔

اس کے بعد حضرۃ اقدس نے جوش بھرے دل کے ساتھ یہ فقرے لکھے ہین:

"بالاخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہین کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے جو اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہین سلطنت ممدوحہ کو ایک نعمت سمجھ اور مثل نعماء الٰہی کے اس کا **شکر** بھی ادا کرین مگر پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جوان کے حق مین خدا کی ایک **عظیم الشان رحمت** ہے نعمت عظمیٰ یقین نہ کرین ان کو سوچنا چاہیئے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کسی حالت پر ملالت مین تھے اور پھر کیسے امن و آمان مین ہوگئے پس یہ سلطنت فی الحقیقت ان کے لئے **ایک آسمانی برکت کا حکم** رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ"

اب یہ ایک اچھا معیار ہماری یا تمہین ہے کہ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس نے اس معاملہ پر زیادہ توجہ کی۔ ہم گورنمنٹ کے سامنے واقعات رکھتے ہین۔ اس تحریر کے بعد علماء ہندو پنجاب اور مسلمان ایڈیٹران اخبارات کا یہ فرض ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس کام کیلئے بڑی سرگرمی اور جوش دکھاتے اور ایک انجمن بنا کر کثرت کے ساتھ اس قسم کے مضامین سرحدی جاہلون اور مختلف ملکون کے ناواقف مسلمانون مین پھیلاتے مگر کوئی ہمیں بتلاوے کہ کس نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا؟ جب علماء اور دوسرے باثر لوگون نے اسطرف بالکل توجہ نہ کی اور میرزا صاحب کا ساتھ اپنی کسی پنہانی مرض کی وجہ سے نہ دیا تو میرزا صاحب نے اس خدمت کو تنہا اپنے ذمہ لیا چنانچہ حضرۃ اقدس نے یہ التزام کرلیا کہ کوئی تحریر ایسی شایع نہیں کی جسمیں اس فرض کو ادا نہ کیا ہو بلکہ اپنی شرائط بیعت مین جیسے خدا کے احکام کی اطاعت کو فرض قرار دیا گورنمنٹ کی اطاعت کو بھی اسی فرض کے نیچے رکھا اور آخر کھلے لفظون مین جہاد کی ممانعت کا فتویٰ دیدیا ہے جس کے چند شعر یہ ہین۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگون کا اب اختتام ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیون چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو ایسے خبیث کو
تم مین سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اسکا فرض ہے کہ وہ دل کرکے استوار
لوگون کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور **قبیح** ہے

ان سب امور پر یکجائی نظر کر کے بعد صاف کھل جاتا ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے ہم ان تمام تحریرون کی مختصر فہرست دیتے ہین۔ جن مین یہ مضمون شائع کیا گیا ہے۔

نام کتاب	تاریخ طبع	صفحہ
براہین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۲ء	الف اور ب
براہین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴ء	الف و ب ج و د
ازالۂ اوہام جلد اول	۱۸۹۱ء	۱۳۳
ازالۂ اوہام جلد دوم	″	۴۳ء لغایت ۴۹
ازالۂ اوہام جلد دوم	″	۲۵ء لغایت ۳۴
ضمیمہ شہادت القرآن	۱۸۹۳ء	صفحہ ز لغایت ع
آئینہ کمالات اسلام	″	صفحہ ا لغایت ۱۴ اور
حمامۃ البشریٰ عربی	۱۸۹۴ء	۳۹ لغایت ۴۲
نور الحق حصہ اول عربی	″	۳۳ لغایت ۵۴
نور الحق حصہ دوم عربی	″	۴۹ و ۵۰
سر الخلافہ عربی	″	۱، لغایت ۷
اتمام الحجۃ	″	۲۶ لغایت ۲۸
اشتہار برٹش گورنمنٹ کے متعلق	″	کل
اشتہار مورخہ ۲۰ فروری	۱۸۹۵ء	کل
معیار المذاہب ضمیمہ نور القرآن…	۱۸۹۵ء	کل
اشتہار	۱۸۹۵ء	کل
الاعمال بالنیات	۱۸۹۵ء	کل
ضمیمہ آریہ دھرم	۱۸۹۵ء	″
میموریل بحضور وائسرائے	۱۸۹۶ء	″
تعطیل جمعہ کا اشتہار	۱۸۹۶ء	″
انجام آتھم	۱۸۹۶ء	۳۶ و ۶۸ و ۱۳۷ و ۱۳۴
اشتہار مشتملہ کتاب البریہ	۱۸۹۷ء	۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۹
سراج منیر	۱۸۹۷ء	۴۳ و ۴۴ و ۷۵
اشتہار مورخہ ۱۲ مئی	″	
روئداد جلسہ جوبلی ۲۳ جون	″	کل
اشتہار	۱۸۹۷ء	″
تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷ء	″
اشتہار ۲۵ جون	″	″
اشتہار طاعون ۲۳ اپریل	۱۸۹۸ء	″
روئداد جلسہ طاعون بمقام قادیان ۲ مئی	″	″
اشتہار ۶ فروری	″	″
میموریل بحضور گورنمنٹ پنجاب ۵ جون	″	″
میموریل بحضور وائسرائے ۲۲ ستمبر		″

اشتہار ۲۹ مئی	سنہ ۱۸۹۸	کل
الانذار	؍؍	۵۰ - ۸۲
ضرورة الامام	؍؍	۱۳ و ۱۴ و ۴۸
کشف الغطا	؍؍	کل
ایام الصلح	سنہ ۱۸۹۹	۲۸ و ۳۵ و ۵۹ تا نہایت
حقیقة المہدی ۲۱ فروری	سنہ ۱۸۹۹	کل
اشتہار ۲۶ فروری	؍؍	صفحہ ۲
ستارہ قیصریہ ۲۴ اگست	سنہ ۱۸۹۹	کل
اشتہار ۲۲ اکتوبر	سنہ ۱۸۹۹	صفحہ ۲
اشتہار ۱۰ دسمبر	؍؍	؍؍ ۳
رویداد جلسہ ۲ فروری	سنہ ۱۹۰۰	کل
اشتہار مورخہ ۲۸ مئی	سنہ ۱۹۰۰	کل
اشتہار ۷ جون	؍؍	؍؍
اعجاز المسیح	سنہ ۱۹۰۱	۱۵۲

اب اسقدر مجموعہ کو دیکھکر دانشمند گورنمنٹ کو خوب پتہ لگ سکتا ہے کہ پیسہ اخبار نے اس کے کتنے بڑے خیر خواہ کی فیلنگز کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ اسقدر کارروائی کو ابھی تک غیر خالص سمجھتی ہے ہم اس مضمون کو فی الحال اتنے پر ختم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ گورنمنٹ بہت جلد توجہ کرکے اس غلط خیال کو دور کرنیکی سعی کریگی +

فٹ نوٹ - اب ہم گورنمنٹ پنجاب کی چٹھی اور سول ملٹری گزٹ کا وہ نوٹ جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے درج کرتے ہیں -

چٹھی نمبر ۲۱۳ ایس

منجانب - ایچ - جے ماینارڈ صاحب بہادر جونیر سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب بطرف شیخ رحمت اللہ سوداگر بمبئی ہوس لاہور.

شملہ مورخہ ۱۷ جون سنہ ۱۸۹۸ ء

جناب

حسب الارشاد جناب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر مین اطلاع دیتا ہون کہ جناب ممدوح نے اس جلسہ کے تمام رونداد کو جو ۲ مئی سنہ ۱۸۹۸ء کو قادیان میں متعلق ان قواعد کے جو گورنمنٹ نے انسداد بیماری طاعون کیلئے جاری کئے منعقد ہوا اور نیز اس تقریر کو جو میرزا غلام احمد رئیس قادیان نے اسوقت کی بڑی خوشی کے ساتھ پڑھا حضور ممدوح کا منشا ہے کہ مین اس مدد کے شکریہ کا اظہار کرون جو اس جلسہ کے ممبرون نے گورنمنٹ کو دی

دستخط

نقل نوٹ از سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۹۸ء

مسلمانون کی ایک بڑی باوقار جماعت کے جلسہ مین جو زیر نگرانی شیخ رحمت اللہ خان لاہوری بمقام قادیان منعقد ہوا بیماری طاعون کے رک جانے کے لئے دعائیں مانگی گئیں اور حکیم نور الدین نے قواعد سگریگیشن وغیرہ کی تائید مین جو گورنمنٹ نے بیماری کی انسداد کے لئے نافذ کئے ایک تقریر کی + اس وفادارانہ مدد کے شکریہ کی اطلاع جلسہ منعقد کرنے والون کو دی گئی ہے - اس تقریر کا لب لباب یہ تھا کہ گورنمنٹ نے محض انسانی ہمدردی سے مجبور ہوکر بیماری کے روکنے کے لئے یہ قواعد جاری کئے ہیں - اور یہ قواعد بہت ضروری ہیں اور فرضی قصے کہ گورنمنٹ لوگون کو زہر دینا چاہتی ہے بالکل جھوٹے اور احمقانہ ہیں اور اس شخص کو جو کہ اپنے اندر عقل رکھتا ہے ایک لحظ بھر کے لئے بھی انہیں تسلیم نہ کرنا چاہیے اور سخت خطرہ کی حالت مین مثلاً جبکہ خدا کی طرف سے کوئی بیماری نازل ہو عورتون کا اپنے گھرون سے کھلے میدان مین سگریگشن کی غرض سے مناسب طور پر چہرہ ڈھانکے ہوئے آنا اسلام کے اصولون کے برخلاف نہیں -

مراسلات

خدا کے لئے گواہی

اخوی مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہ - السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بنی نوع انسان کی حقیقی بہتری اور خیر خواہی کی غرض سے میرے ضمیر نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے سلسلہ عالیہ کی نسبت اس سلسلہ پاک کی عظمت اور خدائے ذوالجلال کے اظہار جلال کے لئے آپ سے خواہش کرون زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ جب مجھے بطور تبلیغ حضور اقدس کے پاک مشن کی نسبت ذکر کرنیکا اتفاق ہوتا تو بعض اشخاص اپنی کج فطرتی کے باعث اسکا سننا ناگوار خاطر معلوم کرتے اور رفتہ رفتہ مخالفت کی آگ سے جلکر شقاوت قلبی میں یہانتک بڑھتے کہ میرے نزدیک وہ حق سے بالکل دور جا پڑتے مجھے اسوقت اُن کی حالت پر نہایت ہی رحم آتا جبکہ مین ان مین سے بعض کو سلسلہ عالیہ کی مخالفت مین جلتے کڑہتے اور ارضی وسماوی ذلتون کا مورد ہوتے دیکھتا - ایک رات خوابمین مجھے بھورے رنگ کے خنزیر سیاہ رو کی شکل دکھلائی جاکر دو اشخاص کی نسبت نام بنام مجھے الہام ہوا کہ ان

کا انجام یہ ہے (تا ریخ اور وقت قلمی مصلحت سے محفوظ ہے) بیدار ہوکر مین نے استغفار پڑھا اور صبح اپنے احباب کو جو اب تک زندہ اور موجود ہیں اس واقعہ کی اطلاع دی جن اشخاص کی نسبت یہ الہام تھا انمیں سے ایک براہ راست صاف اور سیدھے الفاظ مین اس کے انجام سے خبر دی گئی جنہوں جلدی ہی اپنے سینہ کو سلسلہ عالیہ کے بغض و عناد سے صاف کرنیکا واثق عہد پیش کیا اور انمین عملاً تبدیلی پیدا کرکے اس انجام سے بچنے کے لئے ساعی ہوگیا - دوسرے کو بطریق مناسب اس کے اس انجام سے تحریری اطلاع دیکر توبہ و استغفار کے لئے کہا گیا لیکن اس نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جسکے دو ہفتہ بعد اس شدید عذاب الہی نے جو صادق خدا کی تکذیب کرنیوالون پر بموجب سنت اللہ نازل ہوا کرتا ہے اُس کو آ پکڑا اور کپکپا دینے والے دردناک ہیضہ کی تکالیف اور عذاب کے بعد اسکی روح کو جسم عنصری سے ہمیشہ کیلئے جدا کردیا

انا للہ وانا الیہ راجعون یہ الہام لفظاً اور واقعتاً پورے معنون میں اپنی پوری صداقتون کے ساتھ روز روشن کیطرح ظاہر اور پورا ہوا جس نے مسیح موعود کی نسبت **یقتل الخنزیر** کے تصدیق کا بین اور کامل ثبوت دیکر معاندین حق پر حجت قائم کردی **فاعتبروا یا اولی الابصار** - اب گذشتہ رات کچھ دیر تک مین یہ سوچا کیا کہ بعض سیاہ باطن مجہول الفطرت ملانے کیون شتاب کاری اور کوتاہ فہمی سے منکران حق مین داخل ہوکر خسر الدنیا والآخرة کا مصداق ہورہے ہیں اور خود گمراہ ہونے کے علاوہ جہلا میں غلط خیالات پھیلاکر کیون ان کو بھی چاہ ضلالت مین ڈالتے اور انکا وبال بھی گردن پر لیتے ہیں اور پھر باوجود اپنی تمام بیہودہ درایون اور مخالفت کا پورا زور لگانے کے مقابلہ مین کوئی زندہ نشان جیسے آسمان کے ساتھ انکا کچھ تعلق ہونا پایا جائے پیش کرنے سے محض قاصر ہیں - کاش یہ سیاہ بخت کبھی تو اپنے انکار کی نسبت کچھ سوچتے اور عقل و فکر سے کام لیتے - اس خیال نے مجھے یہانتک مستغرق کیا کہ ان کے حقیقی بھی خواہی کے درد دل سے پیچ آیا اور ہوتی

+ اس جگہ سہو کاتب سے مولوی نور الدین صاحب کا نام لکھا گیا ہے اور یہی ہے اس کے جیسا کہ واقعی امر ہے اس عاجز کا نام یعنی میرزا غلام احمد لکھنا چاہئیے تھا +

خطاب بسوئے قوم

اے قوم تو تو جانتی سود و زیان نہیں
تیرا وبال تجھپہ ابھی تک عیان نہین
مامور حق سے جنگ پہ باندھی ہے کیوں کمر
کیا یاد تجھکو سنت پیشینیان نہین
کثرت پہ اپنی تجھکو ہی کیون اسقدر گھمنڈ
اعمال غیر تیرے خدا سے نہان نہین
فتووں پہ کفر کے تجھے کیوں اسقدر ہے ناز
کچھ اختیار مین تیرے نار و جنان نہین
ذلت پہ اپنی تجھکو نہیں قوم کیوں نظر
کیا مٹ چکی تو ہند مین نام و نشان نہین
اسلام تیرے فعلوں سے رکھتا ہے ننگ و عار
کیوں چھوڑتی تو اپنی یہ بیباکیان نہین
صادق کے قتل کرنے مین تجھکو نہیں باک
پر قوم تیرے ہاتھ مین تیغ و سنان نہین
غفلت پہ تیرے رو چکے سب پیرکان قوم
تر دامنی پہ کون تیرے نوحہ خوان نہین
گھیری ہے تجھکو ہند مین ادبار ہر طرف
قائم بحال خود کوئی پیر و جوان نہین
مدت سے تجھپہ یاس کا فتوے ہے لگ چکا
اب کچھ بھی پیش جاتی تیری شیخیان نہین
افسوس تجھپہ قوم کہ یہ حال ہو گیا
اور تجھکو اپنی حال کا وہم و گمان نہین
نیکوں کو ہیں گنتی وہی خود جو ہین خبیث
اے قوم بر محل یہ تیری گالیان نہین
انجام سوچ اپنا کہ کل ہوگا حال کیا
کیا ملتی جلتی اگلوں سے یہ شوخیان نہین
قرآن پڑھ کے دیکھ تو پہلوں کے حال کو
ویسا تو قوم تیرا بھی کیا امتحان نہین
اسلام کا زمانہ غربت نہیں یہ کیا
عصیان ما عتد اکا تو چھایا دھوان نہین
فرمایا ہے جو مخبر صادق نے ایک وقت
اے قوم یہہ زمانہ تو کیا وہ زمان نہیں
وعدہ جو ہو چکا ہے خدا کے علیم سے
کیا اس کے پورا ہونیکا تو سمان نہیں
مسند و عنا دچھوڑ دے انصاف سے بتا
باقی نشان کونسا ہے جو عیان نہیں
مہدی کی اور عیسی کی آمد کے واسطے
تیار ان دنون مین ہوا کیا جہان نہیں
کیا اسطرح سے خشک ہی رہجائیگی زمین
کیا اس زمین کے سر پہ کوئی آسمان نہین؟
فسق و فجور جو کہ ہین اس وقت مین بپا
کیا ان کو دیکھتا وہ خدا ے یگان نہین
رہجائیگا یوں ہی یہ مرض بے علاج کیا
کیا اب غریب بندوں پہ رب مہربان نہیں
حد سے بڑھی ہے غربت اسلام دیکھلو
اسلامیوں مین کوئی بھی تاب و توان نہین
پورا یہ ہوگا سب ابھی صادق کے ہاتھ سے
اے قوم جسکا ماننا تو امتنان نہین
اسوقت ہم تو دیکھتے آثار فیض ہین
حامد کا اسمین ذرہ بھی شک و گمان نہیں

طلب دعا

دعا کر دعا اے خدا کے رسول
دعا تیری کرتا ہے مولا قبول
دعا کر دعا اے خدا کے نبی
کرم مجھپہ کر اے خدا کے ولی
دعا کر دعا اے مسیح الزمان
خدا اس سے بڑھکر کرے تیری شان
دعا کر تو اے مہدی نامور
کرے مجھپہ بھی تیرا ہادی نظر
دعا کر تو اے آدم پاکباز
کیا ہے خدا نے تجھے سرفراز
دعا کر تو اے احمد حق نما
محمد کے نائب دعا کر دعا
مین خادم ہون تو میرا مخدوم ہے
یہ عاجز تیرا دل سے محکوم ہے
مین پر عیب ہون اور خدا ہے غفور
خدا سے مجھے بخشوا دے ضرور
مین غمناک دل لیکے آیا ہون اب
نہ کر میرے مولا تو مجھپہ غضب
مین اے میرے مولا خطا کار ہون
خدا سے بری کا گنہگار ہون
گناہ و خطا کا تو قایل ہون مین
دعا کا مگر تجھسے سایل ہون مین
ہدایت کا رستہ دکھا دے مجھے
مین بگڑا ہوا ہون بنا دے مجھے
تو کر میری بیماریون کا علاج
تجھے کچھ نہ کچھ چاہیے میری لاج
قرابت ہے جو تیری اولاد سے
نہ اس کو بھلا تو کبھی یاد سے
میری لغزشوں پہ نہ کر تو نظر
خطاؤں سے میری تو کر در گذر
نظر رحم کی کر کہ ہوں مین غریب
خدا نے بنایا ہے تجھکو بصیر
تجھے حق نے بخشا ہے علم و عمل
مگر میری ہر بات مین ہے خلل
مین ہوں مضطرب اور ہوں بیقرار
کیا ہے مجھے نفس ظالم نے خوار
اندھیرا ہے دل اور اندھیرا دماغ
ادھر دیکھ اے میرے روشن چراغ
مین بے نور ہوں مجھکو پر نور کر
مین غمگین ہون مجھکو مسرور کر
دعاؤن مین اپنی مجھے کر شریک
میرے واسطے مانگ اس در سے بھیک
کہ جس در پہ رکھے ہین سارے امید
کرم جسکا ہے مثل ابر بہار
نہیں جسکی سرکار مین کچھ کمی
ہمارا جو مغنی اور خود غنی
کہ رحمت ہے جسکی غضب سے بڑی
عنایت کی ندی ہے ہر دم چڑھی
جو دینے سے انکار کرتا نہیں
طلبگار کو خوار کرتا نہین
نہیں جسکی دروازہ پر کوئی روک
نہیں طالبوں کے لئے کوئی ٹوک
دلوں کی جو فریاد سن لیتا ہے
وہ تجھ جیسے مخلص کو مین لیتا ہے
ہمارے لئے تو دعا کر دعا
کہ ہم پر کرے مہر تیرا خدا
ہمیں فضل سے اپنے کر لے قریب
بنا لے ہمین بھی وہ اپنا حبیب
رہ راست پر ہمکو قائم کرے
کرم اپنا ہمپر وہ دائم کرے
بھلائی ہمین دین و دنیا کی دے
پناہ ہمکو دے آتش قہر سے
ہمین اپنے در کا بنا دے غلام
مٹا دے ہمارے خیالات خام
ہمیشہ رکھے ہمکو تیرے حضور
ہمین اہل دنیا سے کر دے نفور
تیری ہمرہی مین جئیں اور مرین
تیرے ساتھ حق کی اطاعت کرین

دنیا کا ہفتہ

مذہبی دنیا

صوبہ سمرنا مین دامگاہ کے قرب وجوار مین ایک بوڑہی عورت نے جو مبارک بنت کے نام سے پکاری جاتی ہے دیہاتی عورتون کا ایک نیا فرقہ قائم کیا ہے۔ اس فرقہ کی ممبر پہاڑون کے غارون مین رہتی ہین اور عبادت کرتے اور روزہ رکھتی ہین ایام گذاری کرتی ہین۔ ان کا اعتقاد ہے کہ یہہ دنیا فانی سے علیحدہ کرتی گئی ہین۔

(ایڈیٹر) اسلام انسان کے کل قوے فطرتی چونکہ تکمیل اور تربیت کا متکفل ہے اس لئے اس نے الا رہبانیۃ فی الاسلام کہکر اپنی عظمت وجلال کو ظاہر کیا ہے۔ لیکن اسلام سے دور رہکر جو لوگ خیالی منصوبون سے دنیا داری سے الگ ہونا چاہتی ہین وہ الگ ہوکر بھی اس مین مبتلا ہین۔

کوئٹہ مین ایک چودہ سالہ لڑکی مسماۃ ریچل مع اپنے والدین کے مسلمان ہوئی یہہ لڑکی گیارہ سالون سے عیسائی تھی اور نانده ہے پندرہ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی پاتی تھی

نئی روشنی کی تہذیب کا مرکز لنڈن مین کسی شریر نے تارین کاٹ کر مفصلات کے ساتھہ رشتہ تاربرقی بند کردیا۔

چین کے مقام ٹانگ چاؤ مین جو عیسائی پارسال مارے گئے تھے ان کی لاشین ، صندوقون مین بند کرکے چینی کارکنون کی طرف سے ان کی پبلک رسوم تکفین ادا کی گئی ہین جو پایونیر کے نزدیک کافی تلافی نہیں +

(ایڈیٹر) دشمنون کے ساتھ پیار کی تعلیم والی انجیل شاید پایونیر کی نگاہ سے نہیں گذری یا اس پر عمل کی ضرورت نہیں +

کلکتہ کے متعلق بشپ ویلڈن جنہیں تقریر بازی کا بہت شوق ہے اور جنہیں نئی نئی تجویزین سوجہا کرتی ہین اور جو بہت جلد انہیں واپس بھی لینا پڑتی ہین برہم سماج کے مشہور پرچارک پرتاپ چند موزمدار کو آدہا تبتسمہ آدھا بپٹسمہ لینے کی ہدایت کرتے ہین اور عیسائیت کے امتیازی مسائل کے ماننے کی صلاح دیتے ہین۔

(ایڈیٹر) برہمو صاحبان عسائیت کے جسقدر قریب ہین کسی دوسرے مذہب سے اس قدر نزدیک نہین لیکن تعجب ہی ہے کہ معقول پسند کہلانے اور دانش اور کانشنس کے فرزند بننے کے باوجود بھی **انجیل** کی تعلیم مین انہیں کوئی پسندیدہ بات نظر آتی ہے۔

انجیل کی ناقص اور ادھوری تعلیم نے امریکہ والون کو مجبور کردیا کہ اُس کی پرواہ نکرتے ہوئے وہ **طلاق** کے مسئلہ کی قدر کرین۔

(ایڈیٹر) یہ اسلام ہی کی فتح ہے۔

بلیک برن مین ایک **عورت** نے حال مین اپنی جان صرف اس لئے دی کہ وہ اپنے خاوند کی دوسری بیوی ہونے کی وجہ سے مشکلات کا پہاڑ اپنے سامنے دیکھتی تھی جبکہ خاوند پر دوسری بیوی نے نالش کردی تھی +

ایڈیٹر انصح الموذبین ثابت کردکھائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاح کا جواز **اسلام** کا فطرتی تقاضے کو پورا کرنیوالا اصول ہی اور واقعات **اسلام** کی فتح کی بشارت دے رہے ہین ہمین تو تعجب ہی آتا ہو کہ جب خود عیسائی مذہب کے بانی کی **مان** اپنے خاوند کی دوسری بیوی تھی پھر عیسائیون کو اسپر اعتراض کیون ہے؟

ممالک غیر

جرمن کے ایک اخبارنویس نے اسباب کے تذکرہ مین کہ انگریزون نے نہایت ثابت قدمی اور مستعدی سے اوگنڈا ریلوے کو طیار کیا ہے اپنی خاص غفلت پر افسوس ظاہر کیا ہو جس کے باعث سے جرمنی کی نوآبادیون کو انگریزون کا دست نگر رہنا پڑیگا +

شاہ ہنگری نے اعلی نسل کے چار عربی گھوڑے سلطان روم کو ہدیۃً بھیجے ہین

کانٹن مین تیس مجرمون کو ایک ساتھ پھانسی دئے گئے یہ عبرت کا سین قابل دید تھا۔

مصر مین ایک پل کے پیل پائے کھودتے کھودتے سونے کی کان نکل آئی۔

روم کا نوے سالہ پوپ چراغ سحری ہو رہا ہے

پریسیڈنٹ روزولٹ وقتاً فوقتاً عبادت خانون مین نماز کراتے اور وعظ سناتے ہین

شام کلیرک (فرانس) مین کنوان کہودتے ہوئے ایک سونے کی کان کا پتہ مل گیا +

ولایت مین ایک رائفل ایسوسی ایشن قائم کی گئی ہو تاکہ والنٹیر بسہولت مل سکیں۔

برٹش۔ جرمن اور **فرنچ** سفرا کی تجویز اور وزیر خارجہ کی تائید سے اٹلی مین گورنمنٹ کی میعاد مین تین سال کا اور اضافہ کیا گیا۔

لنکا شایر والے ایک ڈیپوٹیشن کے ذریعہ سکرٹری آف سٹیٹ کے حضور انسداد قحط کی تجاویز پیش کرنیوالے ہین۔

سین فرانسیس کو کے ایک اخبار نے شایع کیا کہ صوبہ ٹوانس کو خود مختاری کرنے کی سازش ہو رہی ہے +

"ہندوستان پنجاب"

سرحد

دہلی کے دربار تاج پوشی کی طیاریوں مین شاہ عالم پناہ قیصر ہند ذاتی دلچسپی لیتی ہین اس دربار کے انتظام کے لئے ایک خاص افسر ولایت سے ہندوستان آئیگا دربار قیصری دہلی کی منتظم کمیٹی سرگرمی سے مصروف کار ہے۔ کیمپ کے نقشے طیار ہو رہے ہین دربار کے لئے دہلی سے چار میل کے فاصلے پر وہی مقام پلیٹ فارم بنانے کو تجویز کیا گیا ہے جہان ۱۸۷۷ء کا دربار ہوا تھا۔ لیکن اس دفعہ چبوترہ بہت بڑا ہوگا جس کی تعمیر پر ... لاکھ روپیہ خرچ ہوگا اس کے چارون طرف نقرئی سائبان سنہری جھالر لگایا جاویگا۔ ہر ایک [illegible]

نقشہ جات طیار ہو کر حضور والسرائے کی منظوری کے بعد کام شروع ہوگا

گورنمنٹ ہند نے ایک جدید عہدہ ڈائرکٹر جنرل سررشتہ عمارات کا قائم کیا ہے فی الحال کنگز کالج کیمبرج کے سابق پروفیسر بے۔ ایچ مارشل صاحب اس عہدہ کے لئے منتخب کئے گئے ہین جنکو سولہ سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔

برہما مین ایک مدرس ہے جو حال مین اندھا ہوگیا تھا اندھون کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا ہے اس مین سرِ دست پڑھنا اور بید کی ٹوکریان بنانی سکھائی جاتی ہین ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے اس سکول کی امداد فرمائی ہے اور کامیابی کی امید کیجاتی ہے۔

گورنمنٹ کالج پنجاب کے حکام نے میڈیکل طبابت کی جماعت کو ڈی۔ اے وی کالج کو سپرد کر دیا ہے اور یونانی طبابت کی جماعت اسلامیہ کالج کو دیدیا ہے

ان استادون کی تنخواہ گورنمنٹ دیگی اور وہ تعلیم انکے گھر کاہون مین دین گے۔

راولپنڈی کی تحصیل اٹک کا بمنظوری گورنمنٹ ہند جدید بندوبست ہونیوالا ہے

دہلی مین ہوس ٹیکس کی وجہ سے عام ناراضی کا اظہار ہے۔

چکوال ضلع جہلم اور دھوپور ضلع گورداسپور مین ڈاکوؤن کا زور پایا گیا۔

انگلستان کی رائل سوسائٹی کی طرف سے ڈاکٹر کرسٹوفر اور شیفنز ہندوستان مین موسمی بخار اس کے اسباب اور علاج وغیرہ کی تحقیقات کے لئے آئے ہین

سخی سرور واقعہ ڈیرہ غازیخان مین یکم جنوری سے ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء تک توپخانہ کا تعلیمی کیمپ ہوگا۔

ہوتی مردان کے یورپین ہیڈ ماسٹر مسٹر ولیم کی نوجوان کنواری لڑکی مس ولیم نے اپنے باپ کے ایک موقوف شدہ اردلی حسن الدین کے گھر آکر اسلام قبول کیا اور پھر اسی سے نکاح کر لیا والدین کی طرف سے اغوا کا مقدمہ ہوا مجسٹریٹ نے لڑکی کو آنے والی مشکلات سے آگاہ کیا مگر لڑکی نے پورا استقلال ظاہر کیا آخر مقدمہ خارج ہوا۔ مس ولیم عدالت مین برقعہ پہن کر گئی تھی اپنی دستکاری سے چالیس پچاس روپیہ کما سکتی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق خبرین اور اطلاعین

---

۲۵ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء سے ریویو آف ریلیجنز نام انگریزی ماہواری میگزین شائع ہونا شروع ہوگا چھ روپیہ سالانہ قیمت پر مینیجر کے نام بمقام قادیان درخواست کرنے سے ملے گا۔

اردو میگزین مارچ سنہ ۱۹۰۲ء سے شروع کیا جاویگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا سالانہ امتحان ہو چکا ہے۔ نتائج کا مختصر سا نقشہ کسی اگلی اشاعت مین درج کیا جائیگا

لنگر خانہ کے اخراجات یوماً فیوماً بڑھ رہے ہین احباب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ماہوار مستقل اخراجات مین حصہ لیں۔ اس لئے مناسب اور بہترین طریق یہ ہے کہ ہر شہر کی احمدی انجمنیں ماہوار چندون کی فہرستیں کھولیں اور ہر مہینے باقاعدہ چندہ جمع کر کے ارسال کرتے رہیں۔

جہان تک ہمیں علم ہے اسوقت **پٹیالہ** اور **لاہور** کی انجمنیں مستقل طور پر ماہوار چندے بھیجتی ہین ہم یہ تحریک کرنا بھی ضروری سمجھتے ہین کہ جیسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے عید کی تقریب پر احباب ایک ایک روپیہ یا کم و بیش دیتے ہین ایسے ہی لنگر خانہ کے لئے بھی ان تقریبون پر کچھ نہ کچھ دینا ضروری ہے اگرچہ الحکم کا یہ اشو عید کی تقریب کے بعد ناظرین کو پہونچیگا لیکن ہم امید کرتے ہین کہ اس کے متعلق کوئی نہ کوئی عملی تحریک ضرور شروع ہو جائیگی۔

قومی امتحان

ناظرین الحکم کو خوب معلوم ہے کہ حضرۃ اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود نے دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایام کرسمس میں جو تجویز امتحان کی شائع کی تھی احباب کی مختلف تحریکون اور وجوہ پر اس تجویز کو **عید الضحیٰ** کی تاریخ تک بڑھا دیا ہے۔ یعنی عید الضحیٰ کی تقریب پر ہوگا حضرۃ اقدس کی خواہش ہے کہ ہر ایک آدمی اسمین شامل ہو جو حضور سے تعلق رکھتا ہے۔ امتحانی کورس پہلے شائع کر دئے گئے ہین غالباً سوالات کا ایک نمونہ بھی اگر مصلحت اور مناسب ہوا شائع کیا جاویگا۔ بہرحال عید الضحیٰ کی تقریب پر یہ امتحان ضرور ہونیوالا ہے۔ ہر ایک شخص احمدی قوم کا اس مین شامل ہو اور **اپنا نام معہ مفصل پتہ کے خاکسار**

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین شیخ یعقوبعلی تراب احمدی ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے اہتمام سے
چھپ کر شائع ہوا

انسانیت کی روح کے نفخ کے لئے اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ اصلاح کا دوسرا درجہ ہوتا ہے۔ پھر ایک دوسرے کی باہمی محبت اور مروت کے درجہ سے بھی بالاتر اور بالاتر جاکر اور محبت اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سمجھا کر والذین اٰمنوا اشد حبا للہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اور مہذب انسان کو باخدا انسان بنا دیتا ہے۔ اسوقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی کی بعثت کی اصل غرض یہی ہے۔

مبارک وہی ہوتا ہے۔ جو مرنے سے پہلے مر جاتا ہے کیونکہ اس موت میں وہ ایک زندگی پاتا ہے اور اس کا نفس قبول حق میں شیخی یا لجاجی کو پیش نہیں کرسکتا۔ مگر تھوڑے ہوتے ہیں جو اس زندگی بخش موت کو حاصل کرتے ہیں۔

اسوقت دنیا اور اہل دنیا کی حالت تو بتاتی ہے۔ کہ کسی مرد خدا کے آنیکی ضرورت ہے۔ اس ضرورت حقہ کے موافق دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

اطلاع

پیسہ اخبار کی غلط بیانی کے جو مضمون اس ہفتہ کے ایڈیٹوریل میں چھپا گیا ہے اسکا انگریزی ترجمہ الگ چھپا گیا ہے۔ جو صاحب چاہیں۔ آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر ایڈیٹر الحکم سے منگوالیں

دنیا بھر کی مذہبی کتابوں۔ شعراء کے دواوین اور جادو نگار مصنفوں کے انشاء سے طلیق اللسان لیکچراروں کے لیکچرز کی ابتدا پڑھو۔ اور قرآن کریم کی ابتدا الحمد فطرۃ انسانی پر ایک غائر اور دقیق نظر کرتے ہوئے دیکھو۔ تو تمہیں اس ابتدا میں وہ اسرار اور غوامض نظر آئیں گے۔ جو اور کہیں نہ ملیں گے۔

صوفی ازم کی جان۔ رضا۔ تسلیم توکل اور ایثار انہی دو لفظوں میں ہے۔

انسانی خلق کے دقیق راز اور اطاعت الٰہی پر الحمد للہ ہی کے جملے میں اطلاع دی گئی ہے۔

الوہیت اور عبودیت میں جو رشتہ ہے۔ اور الوہیت جو کچھ عبودیت سے تقاضا کرتی ہے۔ اور عبودیت کا جو **حقیقی** معراج ہے۔ وہ الحمد للہ ہی کی تہ میں مرکوز ہے۔

حقیقی راحتوں کی کلید اور تمام شکروں کی منتہا جو اثر انسانی بناوٹ پر کرتی ہے۔ اس کے اظہار کیلئے بہترین الفاظ الحمد للہ کے سوا ہرگز نہ ملیں گے۔

پس

اے ہمارے محترم ناظرین! اس جلیل القدر عظیم الشان انسان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر نگاہ کرو۔ جس کے منہ سے الحمد للہ نکلا) کہ وہ معرفت اور بصیرت کے کس قدر بلند مینار پر کھڑا ہے۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

نوٹ۔ اسی مضمون پر ایک مفصل خطبہ بہت جلد شائع کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز (ایڈیٹر)

دلچسپ مفید اور معلومات

سینٹ پیٹرز برگ میں کیبادو نامی ایک عورت کا ابھی انتقال ہوا ہے۔ اس کے پاس دس ہزار کتب کا کتب خانہ تھا جو سب عورتوں کی ہی تصنیف کردہ تھیں۔ ایسے مرد مصنف کی کتاب اپنے کتب خانہ میں رکھنے سے شرم آتی تھی۔

(ایڈیٹر) جدت طرازی کی ایک وہم ہے ورنہ علم آشنا کیا۔ اور ایسی تفریق کیا؟

چین کا مشہور مدبر لی ہنگ چنگ جب مرنے لگا۔ تو اسے بہت عمدہ پوشاک پہنائی گئی پھر اس کے دوستوں نے ایک کاغذ کی کرسی جسکو آٹھ کاغذ کے آدمی اٹھائے ہوئے تھے اور آٹھ سیاہ کاغذ کے گھوڑے صحن میں لا کر کھڑے کر دیئے اور جب اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ تو فوراً ان کاغذی چیزوں کو آگ لگا دی۔ کہ اس طرح اس کی روح آسمان پر پہنچ جاوے گی۔

(ایڈیٹر) باطل پرستی کی بھی کوئی حد ہے؟

جرمنی میں برقی ریلوے کی رفتار ۱۰۵ میل فی گھنٹہ ثابت ہوئی ہے۔

تعمیر مکانات کے متعلق ایک جدید ایجاد ہو رہی ہے۔ کہ مکانات کے بھی سانچے طیار ہوا کریں۔ جن میں تعمیر کا ایک جدید مصالحہ ڈال کر مکان ڈھالے جائیں گے۔ یہ جدید مصالح کنکریٹ کی طرح ہوتا ہے ان سانچوں میں اس مصالحہ کے ذریعہ جو عمارت ڈھالی جایا کریگی۔ اس کی مضبوطی کیلئے کہتے ہیں کہ اس میں ایک ہزار سال تک کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جدید مصالح کے اجزا اندری کا ریت چونا۔ کچ۔ گندھک اور روغن جو بغرض رنگ ملایا جاوے بیان کئے جاتے ہیں۔

(ایڈیٹر) مادر گیتی اب جو کچھ بھی دکھاوے وہ کم ہے۔ کیونکہ مسیح موعود آگیا اور اخرجت الارض اثقالہا کا وقت ہے؟

حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۴۸ جلد ۵

حضرت اقدس۔ میں نے آپ کے سوال کو سمجھ لیا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی معرفت ہمیں بتایا ہے اور واقعات صحیحہ نے جسکی شہادت دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سزا و جزا کا قانون خدا تعالیٰ نے ایسا مقرر کیا ہے کہ اسکا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور جو شوخیاں اور شرارتیں انسان کرتا ہے وہ بجائے خود انہیں محسوس کرتا ہے یا نہیں کرتا انکی سزا اور پاداش جو یہاں ملتی ہے انکی غرض تنبیہ ہوتی ہے تاکہ توبہ اور رجوع سے شوخ انسان اپنی حالت میں نمایاں تبدیلی پیدا کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ عبودیت کا جو رشتہ ہے اسکو قائم کرنے میں جو غفلت اس نے کی ہے اسپر اطلاع پاکر اسے مستحکم کرنا چاہے [illegible] وقت یا تو انسان اس تنبیہ سے [illegible]دہ اٹھا کر اپنی کمزوری کا علاج اللہ تعالیٰ کی مدد سے چاہتا ہے اور یا اپنی شقاوت سے اسمیں دلیر ہو جاتا ہے اور اپنی سرکشی اور شرارت میں ترقی کرکے جہنم کا وارث ٹھہر جاتا ہے۔ یہ دنیا میں جو سزائیں بطور تنبیہ دی جاتی ہیں انکی مثال مکتب کی سی ہے جیسے مکتب میں کچھ خفیف سی سزائیں بچوں کو انکی غفلت اور سستی پر دی جاتی ہے اس سے یہ غرض نہیں ہوتی کہ علوم سے انھیں استاد محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ اسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ انہیں اپنی غرض پر اطلاع دیکر آیندہ کے لیے زیادہ محتاط اور ہوشیار بنا دے۔ اسیطرح پر اللہ تعالیٰ جو شرارتوں اور شوخیوں پر کچھ سزا دیتا ہے تو اسکا مقصد یہی ہوتا ہے کہ نادان انسان جو اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے اپنی شرارت اور اس کے نتائج پر مطلع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت سے ڈر جاوے اور اسکی طرف رجوع کرے میں نے اپنی جماعت کے سامنے بارہا اس امر کو بیان کیا ہے اور اب آپکو بھی بتاتا ہوں کہ جب انسان ایک کام کرتا ہے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھی ایک فعل اسپر نتیجہ کے طور پر مترتب ہوتا ہے مثلاً جب ہم کافی مقدار زہر کی کھالیں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اسمیں زہر کھانا یہ ہمارا اپنا فعل تھا اور خدا کا فعل اسپر یہ ظاہر ہوا کہ اس نے ہلاک کر دیا یا مثلاً یہ کہ اگر ہم اپنے گھر کی کوٹھڑی کی کھڑکیاں بند کرلیں تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسپر اللہ تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ کوٹھڑی میں اندھیرا ہو جاوے گا۔ اسی طرح پر انسانی افعال اور اسپر بطور نتائج اللہ تعالیٰ کے افعال کے صدور کا قانون دنیا میں جاری ہے۔ اور یہ انتظام جیسا کہ ظاہر سے متعلق ہے اور جسمانی نظام میں اس کی نظیریں ہم ہر روز دیکھتے ہیں اسی طرح باطن کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے اور یہی ایک اصول ہے جو قانون سزا کے سمجھنے کے واسطے ضروری ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ ہمارا ہر ایک فعل نیک ہو یا بد اپنے فعل کے ساتھ ایک اثر رکھتا ہے جو ہمارے فعل کے بعد ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اب عذاب اور رحمت کو جو گناہوں کی پاداش یا نیکیوں کی جزا میں دی جاتی ہے ہم بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور میں پوری بصیرت اور دعوٰی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس فلاسفی کے بیان کرنے سے دوسرے تمام مذہب بالکل عاری ہیں۔ اب آپکو ہر شخص جو خدا کو مانتا ہے اقرار کرتا ہے کہ انسان خدا ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس لیے اسکی ساری خوشیوں کی انتہا اور ساری راحتوں کی غایت یہی ہو سکتی ہے کہ وہ سارے کا سارا خدا ہی کا ہو جاوے اور جو تعلق الوہیت اور عبودیت میں ہونا چاہیے یا یوں کہو ہے جب تک انسان اسکو مستحکم نہیں کرتا اور اسے جزو فعل میں نہیں لاتا وہ سچی خوشحالی کو پا نہیں سکتا۔ انبیا علیہم السلام کے آنے کی یہی غرض ہوتی ہے اور وہ اسی اہم مقصد کو لیکر آتے ہیں کہ وہ انسان کو یہ گم شدہ متاع واپس دینا چاہتے ہیں جو عبودیت اور الوہیت کے درمیانی رشتہ کی ہوتی ہے۔ مگر جب انسان خدا سے دور ہٹ جاتا ہے تو وہ اپنے آپکو اس محبت کی زنجیر سے الگ کر لیتا ہے جو خدا اور بندہ کے درمیان ہونی چاہیے اور یہ فعل انسان کا ہوتا ہے اور اسپر خدا کا یہ فعل ہوتا ہے کہ وہ بھی اس سے دور ہٹتا ہے اور اسی بُعد کے لحاظ سے انسانی قلب پر تاریکی کا ظہور ہوتا ہے۔ اور جسطرح آفتاب کیطرف سے دروازہ بند کرنے پر ظلمت اور تاریکی سے کمرہ بھر جاتا ہے اسیطرح پر خدا سے منہ پھیرنے سے اندرونہ انسانی ظلمت سے بھرنے لگتا ہے اور جوں جوں وہ دور ہوتا جاتا ہے ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ [illegible] سیاہ ہو جاتا ہے اور یہی ظلمت ہے [illegible] جہنم کہلاتی ہے کیونکہ اسی سے ایک عذاب پیدا ہوتا ہے۔ اب اس عذاب سے اگر بچنے کے لیے وہ یہ [illegible] کرتا ہے کہ ان اسباب کو جو خدا تعالیٰ سے بُعد اور دوری کا موجب ہوے انہیں چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور جیسے کھڑکیوں کے کھولدینے سے گئی ہوئی روشنی واپس آکر تاریکی کو دور کر دیتی ہے اسی طرح پر سعادت کا نور جو جاتا رہا تھا وہ اس انسان کو جو رجوع کرتا ہے پھر دیا جاتا ہے اور وہ اس نے

پورا مستفید ہونے لگتا ہے۔
اور توبہ کی یہی حقیقت ہے جس کی نظیر ہم قانون قدرت میں صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبیوں کے زمانہ میں جو قوموں پر عذاب آتے ہیں جیسے لوط کی قوم پر یا یہودیوں کو بخت نصر یا طیطس رومی کے ذریعہ تباہ کیا گیا تو ان عذابوں کا موجب محض اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے عذابوں اور دکھوں کا موجب وہ شرارتیں اور شوخیاں اور تکلیفیں ہوتی ہیں جو وہ نبیوں سے کرتے اور انہیں پہونچاتے ہیں آخر ان کی شرارتیں ان پر ہی لوٹ کر پڑتی ہیں اور انھیں تباہ اور ہلاک کر دیتی ہیں جسطرح پر سیاست اور ملک داری کے اصولوں کی تہ میں یہ بات رکھی ہوئی ہے کہ امن عامہ میں خلل انداز ہونے والوں کو وہ چور ہوں یا ڈاکو۔ باغی ہوں یا کسی اور جرم کے مجرم محض اس لیے سزا دی جاتی ہے تا آئندہ کے لیے امن ہو اور دوسروں کو اس سے عبرت۔ اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے یہ قانون رکھا ہوا ہے کہ وہ شریروں اور سرکشوں کو جو اس کے حدود اور اوامر کی پروا نہیں کرتے سزا دیتا ہے۔ تاکہ حد کو نہ بڑھ جائیں جنھوں نے جیسے بڑھنا چاہا خدا نے وہیں انھیں تنبیہ کی۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اور تنبیہ اس شخص کے لیے بھی جسے دی جاتی ہے اور دوسروں کیواسطے بھی جو عبرت کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہیں بطور رحمت ہے۔ کیونکہ اگر سزا نہ دی جاتی تو امن اٹھ جاتا اور انجام کار نتیجہ بہت ہی برا ہوتا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرت انسانی میں یہ بات رکھی ہوئی ہے اور اس فطرتی نقش ہی کی بنا پر قرآن نے یہ فرمایا ہے
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ

یعنی تمھارے تمدن کے قیام کیلیے قصاص کا ہونا ضروری ہے۔ اگر افعال کے کچھ نتایج ہی نہیں ہوتے تو وہ افعال کیا ہوتے؟ اور ان سے کیا غرض مقصود ہوتی؟ غرض ضروری اور رواجی طور پر یہ سزائیں نہیں ہیں جو یہاں دیجاتی ہیں بلکہ یہ ایک ظل ہیں اصل سزاؤں کا اور انکی غرض ہے عبرت۔

دوسرے **عالم** کے مقاصد اور ہیں اور وہ بالاتر اور بالاتر ہیں۔ وہاں تو مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کا انعکاسی نمونہ لوگ دیکھ لیں گے۔ اور انسان کو اپنے مخفی در مخفی گناہوں اور عزیمتوں کی سزا بھگتنی پڑے گی دنیا اور آخرت کی سزاؤں میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ دنیا کی سزائیں امن قائم کرنے اور عبرت کے لیے ہیں اور آخرۃ کی سزائیں افعال انسانی کے آخری اور انتہائی نتایج ہیں وہاں اسے سزا ضرور ملنی ٹھہری کیونکہ اس نے زہر کھائی ہوئی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ بدون تریاق وہ اس زہر کے اثر سے محفوظ رہ سکے۔

عاقبت کی سزا اپنے اندر ایک فلسفیانہ حقیقت رکھتی ہے جسکو کوئی مذہب بجز **اسلام** کے کامل طور پر بیان نہیں کر سکا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہو وہ اُس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بھی بدتر اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کو دیکھنے کی آنکھیں اور اُس کے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے انسان اپنے ساتھ لیجاتا ہے جو یہاں اُن حواس کو نہیں پاتا وہاں وہ اُن حواس سے بہرہ ور نہیں ہوگا۔ یہ ایک دقیق راز ہے جسکو عام لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے اگر اس کے یہ معنی نہیں تو یہ تو پھر بالکل غلط ہے کہ اندھے اُس جہان میں بھی اندھے ہوں گے۔

اصل بات یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کو بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی دنیا میں صحیح طور پر اُسکی صفات و اسمائ کی معرفت حاصل کرنا آیندہ کی تمام راحتوں اور روشنیوں کی کلید ہے اور یہ آیت اس امر کیطرف صاف اشارہ کر رہی ہے کہ اسی دنیا سے ہم عذاب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور اس دنیا کی کورانہ زیست اور ناپاک افعال ہی اُس دوسرے عالم میں عذاب جہنم کی صورت میں نمودار ہو جائیں گے اور وہ کوئی نئی بات نہ ہوں گے۔

جیسے ایک شخص گھر کے دروازے بند کر لینے سے روشنی سے محروم ہو جاتا ہے اور تازہ اور زندگی بخش ہوا اُسے نہیں مل سکتی۔ یا کسی زہر کھا لینے سے اُسکی زندگی باقی نہیں رہ سکتی۔ اسیطرح پر جب ایک آدمی خدا کیطرف سے ہٹتا ہے اور گناہ کرتا ہے تو وہ ایک ظلمت کے نیچے آکر عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ گُناہ اصل میں جُناح تھا جس کے معنے میل کرنے اور اصل مرکز سے ہٹ جانے کے ہیں پس جب انسان خدا سے اعراض کرتا ہے اور اُس کے نور کے مقابل سے ہٹ جاتا ہے اور اس روشنی سے دور ہو جاتا ہے جو صرف خدا کیطرف سے اُترتی اور دلوں پر نازل ہوتی ہے تو وہ ایک تاریکی میں مبتلا ہوتا ہے جو اُس کے لیے عذاب کا موجب ہو جاتی ہے پھر جس قسم کا یہ اعراض ہو اُسی قسم کا عذاب اسے دکھ دیتا ہے لیکن اگر انسان پھر اس مرکز کیطرف آنا چاہے اور اپنے آپکو اُس مقام پر پہونچا دے جو الٰہی روشنی کے پڑنے کا مقام ہے تو وہ پھر اس گم شدہ نور کو پا لیتا ہے۔ کیونکہ جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے کمرہ میں روشنی کو ایسے وقت پا سکتے ہیں جب اُسکی کھڑکیاں کھولدیں ویسے ہی روحانی نظام میں مرکز اصلی کیطرف

بازگشت کرنا ہی راحت کا موجب ہوسکتا ہے اور اس دکھ درد سے بچاتا ہے جو اس مرکز کو چھوڑنے سے پیدا ہوا تھا اسی کا نام توبہ ہے۔ اور یہی ظلمت جو اسطرح پیدا ہوتی ہے ضلالت اور جہنم کہلاتی ہے اور مرکز اصلی کیطرف رجوع کرنا جو راحت پیدا کرتا ہے جنت سے تعبیر ہوتا ہے اور گناہ سے ہٹکر نیکی کیطرف آنا جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہوجاوے اس بدی کا کفارہ ہوکر اُسے دور کردیتا ہے اور اس کے نتائج کو بھی سلب کردیتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی نیکیاں بدیوں کو زائل کردیتی ہیں چونکہ بدی میں ہلاکت کی زہر ہے اور نیکی میں زندگی کا تریاق اس لیے بدی کے زہر کو دور کرنے کا ذریعہ نیکی ہی ہے یا اسی کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں عذاب راحت کی نفی کا نام ہے اور نجات راحت اور خوشحالی کے حصول کا نام ہے اسیطرح پر جیسے بیماری اس حالت کا نام ہے جب حالت بدن مجری طبیعت پر نہ رہے اور صحت وہ حالت ہے کہ امور طبیعہ اپنی اصل حالت پر قائم ہوں۔ اور جیسے کسی ہاتھ پاؤں یا کسی عضو کے اپنے مقام خاص سے ذرا ادھر اُدھر کھسک جانے سے درد شروع ہوجاتا ہے اور وہ عضو بیکار ہوجاتا ہے اور اگر چندے اسی حالت پر رہے تو پھر نہ خود بالکل بیکار ہوجاتا ہے بلکہ دوسرے اعضاء پر بھی اپنا برا اثر ڈالنے لگتا ہے بعینہ یہی حالت روحانی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے سامنے سے جو اسکی زندگی کا اصل موجب اور مایہ حیات ہے ہٹ جاتا ہے اور فطرتی دین کو چھوڑ بیٹھتا ہے تو عذاب شروع ہوجاتا ہے اور اگر قلب مردہ نہوگیا ہو اور اس میں احساس کا مادہ باقی ہو تو وہ اس عذاب کو خوب محسوس کرتا ہے۔ اور اگر اس بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح نہ کی جاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ پھر ساری روحانی قوتیں رفتہ رفتہ نکمی اور بیکار ہوجائیں اور ایک شدید عذاب شروع ہوجاوے پس اب کیسی صفائی کے ساتھ یہ امر سمجھ میں آجاتا ہے کہ کوئی عذاب باہر سے نہیں آتا بلکہ خود انسان کے اندر ہی سے نکلتا ہے ہمکو اس سے انکار نہیں کہ عذاب خدا کا فعل ہے بیشک اُسی کا فعل ہے مگر اسی طرح جیسے کوئی زہر کھائے تو خدا اُسے ہلاک کردے۔ پس خدا کا فعل انسان کے اپنے فعل کے بعد ہوتا ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ یعنی خدا کا عذاب وہ آگ ہے جسکو خدا بھڑکاتا ہے اور اُس کا شعلہ انسان کے دل ہی سے اُٹھتا ہے اسکا مطلب صاف لفظوں میں یہی ہے کہ عذاب کا اصل بیج اپنے وجود ہی کی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔ اسیطرح بہشت کی راحت کا اصل سرچشمہ بھی انسان کے اپنے ہی اعمال ہیں اگر وہ فطرتی دین کو نہیں چھوڑتا اگر وہ مرکز اعتدال سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹتا اور عبودیت الوہیت کے محاذ میں پڑی ہوئی اُسکی انوار سے حصہ لے رہی ہے تو پھر یہ اس عضو صحیح کیطرح ہے جو مقام سے ہٹ نہیں گیا اور برابر اُس کام کو دے رہا ہے جس کے لیے خدا نے اسکو پیدا کیا ہے اور اسے کچھ بھی درد نہیں بلکہ راحت ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا ہے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اُن کو خوشخبری دیدو کہ وہ اُن باغوں کے وارث ہیں جنکے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں۔ اس آیت میں ایمان کو اللہ تعالیٰ نے باغ سے مثال دی ہے اور اعمال صالحہ کو نہروں سے جو رشتہ اور تعلق نہر جاریہ اور درخت میں ہے وہی رشتہ اور تعلق اعمال صالحہ کو ایمان سے ہے پس جیسے کوئی باغ ممکن ہی نہیں کہ پانی بدون سرسبز اور ثمردار ہوسکے اسیطرح پر کوئی ایمان جس کے ساتھ اعمال صالحہ نہ ہوں مفید اور کارگر نہیں ہوسکتا۔ پس بہشت کیا ہے وہ ایمان اور اعمال ہی کے مجسم نظارے ہیں۔ وہ بھی دوزخ کیطرح کوئی خارجی چیز نہیں ہے بلکہ انسان کا بہشت بھی اُسکے اندر ہی سے نکلتا ہے۔ یاد رکھو کہ اُسجگہ پر جو راحتیں ملتی ہیں وہ وہی پاک نفس ہوتا ہے جو دنیا میں بنایا جاتا ہے۔ پاک ایمان پودہ سے مماثلت رکھتا ہے اور اچھے اچھے اعمال اخلاق فاضلہ یہ اس پودہ کی آبپاشی کے لیے بطور نہروں کے ہیں جو اس کی سرسبزی اور شادابی کو بحال رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں تو یہ ایسے ہیں جیسے خواب میں دیکھے جاتے ہیں مگر اُس عالم میں محسوس اور مشاہد ہوں گے۔

یہی وجہ ہے کہ لکھا ہے کہ جب بہشتی ان انعامات سے بہرہ ور ہوں گے تو یہ کہیں گے هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ دنیا میں جو دودھ یا شہد یا انگور انار وغیرہ چیزیں ہم کھاتے پیتے ہیں وہی وہاں ملیں گی نہیں وہ چیزیں اپنی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے بالکل اور کی ہوں گی ہاں صرف نام کا اشتراک پایا جاتا ہے اور اگرچہ ان تمام نعمتوں کا نقشہ جسمانی طور پر دکھایا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت پیدا کرنے والی ہیں ان کا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ رزقنا من قبل سے یہ مراد لینا کہ وہ دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلط ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کا منشا اس آیت میں یہ ہے کہ جن مومنوں نے اعمال صالحہ کیے اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک

بہشت بنایا جسکا پھل وہ اس دوسری زندگی میں بھی کھائیں گے اور وہ پھل چونکہ روحانی طور پر دنیا میں بھی کھاچکے ہوں گے اسلیے اُس عالم میں اُس کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ وہی روحانی ترقیاں ہوتی ہیں جو دنیا میں کی ہوتی ہیں اس لیے وہ عابد و عارف اُن کو پہچان لیں گے۔

میں پھر صاف کرکے کہنا چاہتا ہوں کہ جہنم اور بہشت میں ایک فلسفہ ہے جسکا ربط باہم اسی طرح پر قائم ہوتا ہے جو میں نے ابھی بتایا ہے۔ مگر اس بات کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ دنیا کی سزائیں تنبیہ اور عبرت کے لیے انتظامی رنگ کی حیثیت سے ہیں سیاست اور رحمت دونوں باہم ایک رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اسی رشتہ کے اظلال یہ سزائیں اور جزائیں ہیں انسانی افعال اور اعمال اسی طرح پر محفوظ اور بند ہوتے جاتے ہیں جیسی فونوگراف میں آواز بند کی جاتی ہے۔ جب تک انسان عارف نہ ہو اس سلسلہ پر غور کرکے کوئی لذت اور فائدہ نہیں اُٹھا سکتا ۔ معرفت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ اول خداشناس ہو ۔ اور خداشناسی حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی **خدانما** انسان کی مجلس میں صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ ایک کافی مدت تک نہ رہے ۔ اس کے بعد وہ اس کو جزا و سزا کا اور دنیا اور [illegible] بڑی سہولت کے ساتھ سمجھ لے گا۔ اس بیان پر غور کرنے سے یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوزخ اور بہشت کی فلاسفی جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے وہ کسی اور کتاب نے نہیں بتائی ۔ اور قرآن شریف کے مطالعہ سے یہ امر بھی کھل جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسکو کیسا بیان فرمایا ہے۔ مگر یہ راز انہیں پر ہی کھلتا ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور پاک نفس لیکر سوچتے ہیں۔ کیونکہ کوئی عمدہ بات بدون تکلیف کے نہیں ملتی ہے۔

یہ کہنا کہ ہر شخص اس راز پر کیوں اطلاع نہیں پاتا میں کہتا ہوں کہ دیکھو ہمارے حواس کے کام الگ الگ ہیں مثلاً آنکھ دیکھ سکتی ہے زبان چکھ سکتی اور بول سکتی ہے کان سن سکتے ہیں۔ گویا ہر ایک حواس میں سے اپنے اپنے فرائض اور قوت کے ذمہ وار ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کان کے پاس مصری کی ڈلی رکھدیجاوے اور وہ اُس کا ذائقہ بتادے اور آنکھ خارجی آوازیں سن لے یا زبان دیکھ لے پس اسیطرح پر خدا تعالیٰ کی معرفت کے دقیق اسرار کو معلوم کرنے کے واسطے خاص قویٰ ہیں وہی اُن پر اطلاع پا سکتے ہیں۔ اور یہ قویٰ دیے تو سب کو گئے ہیں لیکن ان سے کام لینے والے بہت تھوڑے ہیں۔ ظن کا کوئی قوی اثر نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ فلاسفر لوگ کی ایمانی حالت بہت ہی کمزور ہوتی ہے اور وہ ظنیات سے آگے نہیں بڑھتے افلاطون جو بڑا مدبر اور دانشمند سمجھا جاتا تھا جب مرنے لگا تو اُس نے یہی کہا کہ فلاں بت پر اُس کے لیے ایک مرغ چڑھادینا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کیسا کمزور ایمان تھا توحید پر قائم نہ ہوا پس وہ عظیم الشان ذریعہ جس سے **ایک چمکتا ہوا یقین حاصل ہو** اور خدا تعالیٰ پر بصیرت کے ساتھ ایمان قائم ہو۔ ایک ہی ہے کہ انسان اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو خدا تعالیٰ کے وجود پر زندہ شہادت دینے والے ہوں خود جنھوں نے اُس سے سن لیا ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور عالم الغیب تمام صفات کاملہ سے موصوف خدا ہے۔

ابتدا میں جب انسان ایسے لوگوں کی صحبت میں جاتا ہے تو انکی باتیں بالکل انوکھی اور نرالی معلوم ہوتی ہیں وہ بہت کم دل میں جاتی ہیں گو دل اُنکی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اندر کی گندگیوں اور ناپاکیوں سے ان معرفت کی باتوں کی ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے جو کچھ گرد و غبار دل پر بیٹھا ہوتا ہے **صادق** کی باتیں اُن کو دور کرکے اسے جلا دینا چاہتی ہیں تا اسمیں **یقین کی قوت** پیدا ہو جیسے جب کبھی کسی آدمی کو مسہل دیا جاتا ہے تو دست آور دوائی پیٹ میں جاکر ایک گڑگڑاہٹ سی پیدا کر دیتی ہے اور تمام مواد ردیہ اور فاسدہ کو حرکت اور جوش دیکر باہر نکالتی ہے اسی طرح پر **صادق** ان ظنیات کو دور کرنا چاہتا ہے اور سچے علوم اور اعتقاد صحیحہ کی معرفت کرانی چاہتا ہے اور وہ باتیں اس دل کو جس نے بہت بڑا زمانہ ایک اور ہی دنیا میں بسر کیا ہوا ہوتا ہے ناگوار اور ناقابل عمل معلوم ہوتی ہیں لیکن آخر سچائی غالب آجاتی ہے اور باطل پرستی کی قوتیں مرجاتی ہیں اور **حق پرستی** کی قوتیں نشو و نما پانے لگتی ہیں ۔ پس میں اس نور کو لیکر آیا ہوں اور دنیا میں **قوت یقین** کو پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

اور اس قوت کا پیدا ہونا صرف الفاظ اور باتوں سے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ اُن **نشانات** سے نشو و نما پاتی ہیں جو **اللہ تعالیٰ کی مقتدرانہ طاقت سے** صادقوں کے ہاتھ پر ظہور پاتے ہیں ۔

میرا مدعا یہی ہوتا ہے کہ دوسری کلام نہ کروں جب تک ایک امر سننے والے کے ذہن نشین کر لوں۔ اور سننے والا فیصلہ نہ کرلے کہ اب اسکو اسنے سمجھ لیا ہے یا اسپر کوئی اعتراض کرے۔

باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

قبول اسلام

ذیل میں ہم منشی عبد الحق صاحب طالب علم بی - اے - کلاس کا خط درج کرتے ہیں جو اُنھوں نے قبول اسلام کے بعد بغرض اندراج الحکم لکھا ہے -

منشی صاحب قادیان میں کیونکر آئے اور حضرت اقدس سے کیا گفتگو ہوئی اسکا ذکر ہم پھر کریں گے - انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ چند سطور بغرض افادۂ طالبان حق آپ کے اخبار گوہر بار میں اشاعت کے لیے ارسال کرتا ہوں درج کرکے ممنون ومشکور فرماویں - قریباً تین سال کا عرصہ ہوا کہ میں نے اسلام یعنی مولویوں کا اسلام چھوڑ کر دین عیسوی اختیار کر لیا تھا - میرا اول جوش اور جزم تھا - جب کچھ عرصہ گذرا تو میرے دل میں تحریک ہوئی کہ اپنی زندگی کو دینی کام میں خرچ کروں اس لیے میں نے پادری بننے کا ارادہ کر لیا اور چند دوستوں سے اسبات کا اظہار بھی کیا - ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ کسی دوست سے مجھے ایک انگریزی کتاب جو ایک یونیٹیرین عیسائی کی تصنیف تھی سننے کا موقع ملا - چند الفاظ نے میرے دل میں ایسا شوق پیدا کیا کہ آخر کار میں نے وہ کتاب دوست مذکور سے مانگ ہی لی میں اُسوقت کی اپنی حالت کو بیان نہیں کرسکتا جب میری نظر سے یہ الفاظ گذرے " ہم اپنے مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی آیت انجیل سے ایسی نکال کر پیش کریں جہاں مسیح نے اپنی خدائی کا دعویٰ کیا ہو یا خدا جا بنا ہے " کہ اُسوقت میرا کیا حال ہوا میں مطالعۂ انجیل میں مشغول ہوا مگر آیت کہاں - میرے ضمیر نے مجھے بہت ملامت کی اور کہا کہ کمبخت تو نے تین سال اپنی عمر کے صرف شرک ہی میں بسر کیے خدا نے باوجود میری سستی و کاہلی کے ہر طرح مجھے تلاش حق پر آمادہ کیا - اس کام کے پورا کرنے کے لیے میں نے کالج چھوڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا - کالج کیطرف سے مجھے ایک ہفتہ کی مہلت دی گئی تاکہ میں اُن مخصوص نصیحتوں کو سنوں جو قادیان آنے سے مجھے روکتے تھے - میرا شوق بڑھتا گیا اور اسی اثنا میں قادیان سے میرے خط کا جواب جو خاص حضرت اقدس مرزا صاحب کے دست مبارک سے لکھا ہوا تھا مجھے پہونچا میں نے لاہور چھوڑنے سے پہلے دل میں وعدہ کیا تھا کہ میں صرف دلائل ہی نہیں بلکہ کوئی آسمانی نشان دیکھکر اپنے موجودہ مذہب کو ترک کرونگا میں بخیر وعافیت بتاریخ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء بوقت ظہر منزل مقصود پر پہونچ گیا دوسرے دن حضرت اقدس سے ملاقات ہوئی اور جو جو گفتگو ہوئی وہ ہر ایک طالب حق اخبار ہذا سے پڑھ سکتا ہے مجھے تسلی بخش جوابات دربارۂ تثلیث و کفارہ دیے گئے - ایک دن میں نے آزمایش کے طور پر پانچ سوالات لکھے اور دل میں سوچا کہ اگر مرزا صاحب میرے پوچھنے سے پہلے انکے جوابات دیدیں تو ضرور خیال کرونگا کہ وہ مامور من اللہ ہیں چنانچہ دوسرے دن مرزا صاحب نے پیشتر اس کے کہ میں کچھ کہوں پانچوں سوالات کے جوابات پورے طور پر اثنائے تقریر میں ادا کردیے - پس میں نے سمجھ لیا بلکہ یقین کر لیا کہ وہ خدا کیطرف سے ہیں اور درحقیقت مسیح موعود بنا کر خداوند کریم کیطرف سے آسمانی تائیدات کے ساتھ اس جہان میں مبعوث کیے گئے ہیں میں ہر طالب حق سے التماس کرتا ہوں کہ اگر کوئی مشکل دینی ہو تو سوائے قادیان کے اور کہیں نجات اور امام الزمان کی برکات سے بہرہ ور ہوں چنانچہ میں نے بروز جمعہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء اُن کے دست مبارک پر بیعت کی اور دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سچے اور برحق مرسل ہیں خدا سب کو راہ مستقیم کی طرف ہدایت کرے -

خاکسار عبد الحق احمدی
سابق طالب علم مشن کالج
لاہور -

گورنمنٹ اور سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی
کے
تعلقات پر پیسہ اخبار کی خطرناک غلط بیانی

قابل توجہ گورنمنٹ

۱۸- نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرت اقدس جناب سیدنا **مرزا غلام احمد صاحب** مسیح موعود و رئیس قادیان نے **المنار** کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ جو **الحکم** نمبر ۴۲ جلد ۵ کے صفحہ ۴ و ۵ و ۶ پر درج کیا گیا ہے اس اشتہار پر لاہور کے **پیسہ اخبار** نے اپنے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۱ء کے ایڈیٹوریل میں نکتہ چینی کی ہے۔ جس کے ایک حصہ پر سر دست ہم نظر کرتے ہیں یہ نکتہ چینی اگر معقول وجوہات پر مبنی ہوتی اور اسمیں کوئی علمی بات ہوتی تو البتہ ہم اسے کسی وقعت سے دیکھ سکتے تھے لیکن اس ساری تحریر میں یہی نہیں کہ کوئی معقول بات ایڈیٹر نے نہیں لکھی بلکہ اسمیں **خطرناک غلط بیانی** سے کام لے کر ایسی باتیں لکھدی ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کو **مغالطہ دے سکتی ہیں** **جو ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کی اس حسن عقیدت کو جو وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت مذہبی فرض سمجھ کر رکھتی ہے صدمہ پہنچاتی ہیں اور جنہیں گورنمنٹ کے ایک وفادار اور فرمانپذیر خاندان**

کے یادگار کی وفاداری کی تعلیم دینے والی ہدایات کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے لیے از بس ضروری ہیں۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ سخت گناہ ہوگا اگر ہم پیسہ اخبار کی **اس غلط بیانی** کی پوری تردید نہ کریں کیونکہ اس تحریر کی اشاعت سے صرف یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد جماعت کی نسبت جو مذہبی فرض کی حیثیت سے گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہے بدظنی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ اس عظیم الشان وفادار خاندان کی خدمتوں پر پانی پھیرنا چاہا ہے جس نے ۱۸۵۷ء کے خوفناک غدر میں گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی اور جسکا اعتراف حق شناس گورنمنٹ نے بار ہا کیا ہے جسکا مفصل ذکر ہم ابھی کریں گے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ خود گورنمنٹ کو بدنام کرنا چاہا ہے۔ کہ وہ ایک دیرینہ مخلص وفاداری کی نسبت کبھی مطمئن نہیں ہوتی باوجودیکہ پچاس سال سے برابر وہ اپنی وفاداری کا ثبوت دیتا رہا اور کوئی ایک موقعہ بھی اس نے اپنی وفاداری کے اظہار کا ہاتھ سے جانے نہیں دیا تاہم پیسہ اخبار کہتا ہے کہ گورنمنٹ اسکی خدمات کو خالص نہیں سمجھتی۔ اور اسکی خدمات کی قدر نہیں کر سکتی۔ چنانچہ پیسہ اخبار گورنمنٹ کی زبان حال سے خود بخود (جس کے لکھنے کا وہ مجاز نہیں ہو سکتا اور گورنمنٹ اسپر بلک خوب آگاہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کا وکیل نہیں) یہ لکھتا ہے کہ

> میرا تمہاری خدمات کو نوٹس لینے کا معاملہ یہ میری رائے کا معاملہ ہے میرے انتظام بڑے وسیع ہیں میں اپنی بیدار مغزی سے ملک کے تمام اصلی حالات سے واقف ہوں جب تمہاری خدمات کو خالص سمجھوں گی انکی قدر کروں گی

کیا اس کوشش میں وہ فقرہ جسپر ہمنے خط کھینچدیا ہے صاف دلالت نہیں کرتا کہ پیسہ اخبار گورنمنٹ کی طرف سے ناجائز ایڈوکیٹ ہوکر گورنمنٹ کو بدنام کرنا چاہتا ہے؟ کہ وہ ایک **حقیقی وفادار اور منافق خوشامدی** میں فرق نہیں کر سکتی؟ کیا پیسہ اخبار کے اس فقرہ کے یہ معنی نہیں ہیں؟ کہ گورنمنٹ حقیقت حال سے آگاہ نہیں؟ کیونکہ جسحال میں کہ گورنمنٹ پر خوب

روشن ہے کہ **حضرت مرزا غلام احمد** صاحب اُسی خاندان کی یادگار ہیں جس نے ۱۸۵۷ء کے خونریز معرکہ میں پچاس گھوڑے اور سوار دیکر گورنمنٹ کو مدد دی تھی چنانچہ جناب میرزا غلام مرتضی خانصاحب مرحوم والد میرزا صاحب کی اس خدمت گذاری کے صلہ میں گورنمنٹ کی طرف سے ان کے حقوق کی نگرانی ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی طرف سے خوشنودی مزاج کی چٹھیات ان کے نام آتی رہیں جو خود گورنمنٹ کے ریکارڈوں میں موجود ہیں اور مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے بڑے زور کے ساتھ ان چٹھیات کو اپنے اشاعۃ السنہ میں چھاپ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب دیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی **وفاداری** اور **خیر خواہی** پر زبردست آرٹیکل لکھے ہیں اب اسوقت ایسے خاندان کے سب سے بڑے ممبر کی نسبت اور اسکی ان خدمات کے متعلق جو **گورنمنٹ محسنہ برطانیہ** کے لیے ہیں یہ کہنا کہ **گورنمنٹ انھیں خالص نہیں سمجھتی** ایک خطرناک غلط بیانی ہے جس سے گورنمنٹ کی نسبت اس قسم کے خیالات کے پھیلانے کی حرکت کا صدور پایا جاتا ہے جو ایک وفادار **قوم** کے دلکو صدمہ پہنچا سکتے ہیں۔ پھر یہی نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے خاندان کی وفاداری اور سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور سچی ہمدردی کا سلسلہ وہیں تک رہتا؟ نہیں بلکہ فطرتی طور پر اس خاندان کو گورنمنٹ کی خیرخواہی ملحوظ رہی ہے اور اسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ **سکھوں کی دست برد اور آئے دن کی جور و جفا سے یہ خاندان گورنمنٹ ہی کی بدولت محفوظ ہوا تھا** پس ایسے محسن کی مدد کے لیے وہ ہر وقت اور ہمہ تن طیار رہا ہے چنانچہ ترموں کے گھاٹ پر جب خونخوار جنگ ہو رہی تھی اُسوقت جناب میرزا غلام قادر صاحب مرحوم حضرت مرزا صاحب کے حقیقی بھائی

خود کمر باندھ کر گورنمنٹ کے دشمنوں کے ساتھ سرِ بکف ہوکر لڑے تھے۔ اور پھر خود حضرت اقدس مسیح موعود چونکہ مذہب ہی کیطرف متوجہ تھے اور دنیا سے کنارہ کش تھے اسلیے انھوں نے گورنمنٹ کی نسبت مسلمانوں کو بھی وفاداری اور خیر خواہی کی تعلیم دیتے رہنے اور قلم کے ساتھ ان غلط خیالات کی تردید کا اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے جو **جہاد** کی نسبت ملانوں نے پھیلا رکھے تھے اور اب تک بھی جو ان لوگوں کے خیالات ہیں جو کبھی

خونی مہدی اور خونی مسیح کے منتظر ہیں

ہم مضامین کے ایک سلسلہ میں جسکے لکھنے کا ہم نے بفضلہ تعالیٰ عزم بالجزم کرلیا ہے مفصل دکھائیں گے کہ کس طرح اس **وفادار** بزرگ نے ہمیشہ اور متواتر اپنی اس تعلیم کی اشاعت میں کوشش کی ہے

اس امر کا ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی کا جوش اپنے والد مرحوم اور بھائی صاحب مغفور سے بھی بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں نے تو صرف گورنمنٹ کے وجود سے سکھوں کے مظالم ہی سے نجات پائی تھی مگر حضرت مرزا صاحب کو نہ صرف وہی احسان یاد ہے بلکہ وہ گورنمنٹ کے اس **گران قیمت احسان کو بھی ہمیشہ مدِنظر رکھتے ہیں کہ آپ مخالف الرائے مولویوں اور دوسرے لوگوں کی شرارتوں سے نظر باسباب ظاہری اسی گورنمنٹ کی وجہ سے محفوظ ہیں۔** ورنہ یہ لوگ جو آپ کے قتل کے فتوے دیتے اور پھر منصوبے کرتے ہیں خطرناک گزند پہونچانے کی کوشش کرتے۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے انکی جان و مال و آبرو کو **گورنمنٹ** کے ذریعہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے بچایا ہے وہ گورنمنٹ کو خدا کی **نعمت** اور **برکت** سمجھتے ہیں اور خدا کی نعمت کی قدر نہ کرنا اور محسن کی شکر گذاری اور خیر خواہی نہ کرنا **کفر جانتے ہیں** اور یہی وجہ ہے کہ اپنے خاندان کے سارے بزرگوں کی خدمات سے بڑھ کر انکی خدمات ہیں دنیا کے بڑے بڑے حصوں میں اور خصوصاً بلاد اسلامیہ میں آپ نے دینی تصنیفات کا بہت بڑا حصہ شائع کیا جسمیں مسئلہ جہاد کی غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے چنانچہ بیروت کی بعض کتابوں میں مرزا صاحب کی تصنیفات کے حوالے پائے جاتے ہیں اور قسطنطنیہ تک بھی یہ کتابیں پہونچی ہیں اور مصر میں بھی شائع کی گئی ہیں۔ اور کوئی کتاب آپ کی ایسی نہیں جسمیں اس خدمت کو انھوں نے پورے طور پر ادا نہ کیا ہو۔

ہم اس مضمون کے آخر میں سردست ایک مختصر سی فہرست مع حوالجات ان کتابوں کی دینگے جنمیں اس مضمون پر حضرت اقدس نے بحث کی ہے۔ اور پھر آنے والے مضامین میں ان فقروں اور تحریروں کو نوٹ کریں گے۔ اسوقت ہمارا روئے سخن **گورنمنٹ** کی طرف ہے اور ہم اپنی محسن گورنمنٹ سے پیسہ اخبار کی اس غلط بیانی کا انصاف چاہتے ہیں۔ گورنمنٹ کا بجائے خود یہ فرض ہے کہ جو کچھ پیسہ اخبار نے اسکی زبان حال سے لکھا ہے اس کی تردید وہ پریس میمورنڈم کے ذریعہ بہت جلد کرے کیونکہ یہ تحریر ایک **وفاشعار** اور فرماں پذیر قوم کو گورنمنٹ سے بدظن کرنے کی خاطر لکھی گئی ہے اگرچہ ہم گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ قوم جو قرآن کریم کے حکم کی ماتحتی میں اور خدا تعالیٰ کے پاک رسول کی تعمیل ارشاد میں اپنا فرض سمجھکر گورنمنٹ کی اطاعت کرتی ہے وہ اپنی محسن گورنمنٹ کو ایسی بے انصاف نہیں سمجھتی کہ وہ پیسہ اخبار کی اس تحریر سے یہ سمجھ لے کہ گورنمنٹ اصل حالات سے آگاہ نہیں اور ہماری وفاداری اور سچی اطاعت میں اسے شک ہے مگر اسمیں کلام نہیں کہ ایک خیالات ان دریدہ دہن ملانوں کو جو ہماری جان و مال اور آبرو کے لوٹ لینے کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کا بس چلے تو ہمیں قتل کرکے اپنے دل ٹھنڈے کریں ہمارے خلاف شرارتیں کرنے پر اور دلیر کرسکتے ہیں اگر گورنمنٹ اس قسم کی تحریروں کی اشاعت کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ روکے گورنمنٹ کا اپنا فرض ہے کہ وہ کبھی ایسے غلط خیالات کی اشاعت پر جو اسکی طرف منسوب کرکے ظاہر کیے جائیں خاموش نہ رہے اور فوراً انکی تردید کرے جیسا کہ وہ کرتی رہتی ہے۔

یہ ایک سچی بات ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے جب سے پنجاب میں قدم رکھا ہے اسی وقت سے یہ خاندان گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دوست رہا ہے ہر موقع پر جو اظہار وفاداری کے لیے پیش آیا اس نے اپنی بساط سے بڑھ کر جوش وفاداری ظاہر کیا ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔ اور خود گورنمنٹ پر ظاہر ہے کہ یہ وہ مشہور خاندان ہے جسکا ذکر سر لیپل گریفن بھی اپنی کتاب چیفس آف پنجاب میں کرتے ہیں۔

پس بیدار مغز گورنمنٹ کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ کیوں پیسہ اخبار یا اس کے دوسرے ہم مشرب مسلمان اُن تحریروں کو جو گورنمنٹ کی **اطاعت** یا **وفاداری** کی تعلیم پر حضرت مرزا صاحب کی طرف سے شائع ہوتی ہیں مخالفانہ پلٹ لیتے ہیں؟ یہ ایک ضروری سوال ہے جس کے حل کرنیکی طرف ہم گورنمنٹ کو متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں

یہ عقدہ واقعی کھولنے کے قابل ہے کہ جب حال میں **پیسہ اخبار** ہی اپنے آپ کو گورنمنٹ کا وفادار اور خیر خواہ سمجھتا ہے پھر اسے ایسی تحریروں کی مخالفت کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ اسکا تو فرض ہونا چاہیے تھا کہ وہ انکی اشاعت میں اور بھی مدد دیتا نہ یہ کہ اُلٹا انکی مخالفت کرتا۔

پیسہ اخبار کو اگر **جہاد کے خلاف** تعلیم دینا اور گورنمنٹ کی سچی اطاعت اگر